نبی کریم ﷺ کے ذرائع آمدن اور معاشی زندگی: ایک تجزیاتی مطالعہ

Sources of income and economic life of the Prophet (PBUH): an analytical study

Ehtisham Masood
PhD Scholar, Visiting Lecturer Department of Seerah and Islamic History, International Islamic University Islamabad:
ahtishammasoodiiui@gmail.com

Tayabah Rafaqat
M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, Riphah International University Islamabad & Visiting Lecturer, University of Education (Attock Campus):
tayyabahrafaqatriu@gamil.com

Muhammd Ibrahim Zahid
M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, Riphah International University Islamabad:
ik6086278@gmail.com

Abstract:
Every person who has come to this world has been struggling, financially for the survival of his life. Even the Prophets (peace be upon them) ran for their expenses. Prophet (peace be upon him) also grazed goats and traded, every type of halal earnings is the sunnah of the Prophets. The Prophet (PBUH) is a role model for the Muslim Ummah. There is a valuable guidance for Muslims in providing details for the necessary expenses and necessities of the family, the Prophet (peace be upon him) had to set an example for his Ummah. He (peace be upon him) introduced an excellent aspect of discipline in the economic system for humanity, in which the lines of consumption of individual and social necessities were clarified. From this aspect, when we study seerah we get complete guidance regarding personal and economical life .In this paper, it is intended to combine the details of the economic life of the Prophet (peace be upon him) and to reach a complete conclusion by conducting a research and analytical study.

Keywords: *Seerah, Economical Life, History of Prophet PBUH, Role Model, Muslim Ummah.*

تعارف

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی مسلمانوں کے لیے مکمل نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی ذات میں وہ تمام صفات جمع تھیں جو کسی بھی گوشۂ زندگی میں مطلوب ہو سکتی ہیں۔ آپ کی عبادات واَخلاق، آپ کی جنگیں، آپ کی مساعیٔ امن، آپ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی مسلمانوں کے لیے مکمل نمونہ ہے۔ جہاں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیی دیگر معاملات میں ایک مکمل رہنمائی دی اور عملی تصویر پیش کی، وہیں آپ نے انسانیت کے لیے معاشی نظام کا ایک بہترین پہلو متعارف کروایا جس میں اِنفرادی اور اِجتماعی معاش کے حصول کے خطوط واضح کیے۔ مقالہ ہذا میں آپ ﷺ کے ذریعہ معاش کو تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور آپ ﷺ کے آمدن اور خرچ کے ذرائع بھی بیان کیے گئے ہیں نیز آپ ﷺ کے ذریعہ معاش اور اس سے حاصل ہونے والی اشیاء کے بارے میں بھی جاننے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ اس کے استعمال واستخدام کے ساتھ ساتھ اس کی عصری معنویت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

انسانی زندگی میں وسائل معیشت اور کسب معاش کی اہمیت مسلم ہے، اس پہلو سے جب ہم سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معاشی زندگی کے حوالے سے مکمل رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے موضوع "نبی کریم ﷺ کے زیر تصرف اشیاء اور اس کی عصری معنویت" انتخاب کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا مندرجہ ذیل دو حصوں پر مشتمل ہو گا۔ حصہ اول عہد مکی میں نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی کے بارے میں ہے جس میں ولادت سے لے کر بعثت اور پھر بعثت سے ہجرت تک کے دور میں نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی میں آپ ﷺ کی معیشت اور آپ ﷺ کے زیر تصرف اشیاء کو بیان کیا گیا ہے ۔ جبکہ ثانی حصہ مدنی دور میں رسول اللہ ﷺ کی معاشی حالت سے متعلق ہے۔ جس میں ریاست مدینہ کے اوائل حالات اور آپ ﷺ کے مدنی دور کے ذریعہ معاش کو واضح کیا گیا ہے۔ جبکہ مقالہ میں تحقیق کے لیے بیانی اور تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

عہد مکی میں نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی:

واقعۂ فیل کے 93 یا 96 دن بعد نبی اکرم ﷺ قریش کے سردار عبد المطّلب کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی ولادت سے تین ماہ پہلے شام کے ایک سفر سے واپس آتے ہوئے مدینہ کے قریب آپ ﷺ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ چھ سال کی عمر تھی کہ والدہ وفات پا گئیں۔ نو سال کی عمر میں دادا عبد المطّلب نے بھی داغِ مفارقت دے یا۔ عبد

المطلب ایک خوش حال قریشی سردار تھے۔ عبد المطلب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی نگرانی شفیق چچا کے سپرد ہوئی[1]۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت سے پہلے والا دور مالی اور معاشی اعتبار سے کوئی خوش الحال دور نہیں تھا؛ لیکن اس کے برعکس یہ کہنا بھی درست نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی زیادہ مفلوک الحال زندگی بسر کر رہے تھے۔ البتہ یہ ضرور تھا کہ آنجناب بچپن سے ہی محنت ومشقت کر کے اپنی مدد آپ ضروریاتِ زندگی پورا کرنے کا ذہن رکھتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والد کی طرف سے بطورِ میراث بھی کوئی جائیداد آپ کی طرف منتقل نہیں ہوئی تھی، ابن سعد الطبقات الکبری میں آپ ﷺ کے والد کی میراث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ترک عبد االله ابن عبد المطلب ام ایمن و خمسة اجمال اوارک یعنی تاکل الاراک و قطعة غنم فورث ذالک رسول االله صلّی الله علیه و آله وسلّم فکانت ام ایمن تحضنه و اسمہا برکة"[2]

عبد اللہ ابن عبد المطلب نے وراثت میں (ایک لونڈی) ام ایمن، پانچ آوارک اونٹ یعنی؛ وہ اونٹ جو پیلو کے درخت کے پتے کھاتے ہوں، چند بھیڑیں جو آپ ﷺ کو میراث میں ملیں۔ یہی ام ایمن ہیں جس نے آپ ﷺ کی پرورش کی تھی، جس کا اصل نام "برکة" تھا۔

اس لئے آپ ﷺ کی ولادت کے بعد آپ ﷺ کی کفالت کے اخراجات جہاں آپ ﷺ کے چچا کے ذمہ تھے وہاں والد گرامی کی طرف سے وراثت سے بھی آپ کی کفالت کا سامان فراہم ہونے لگا تھا۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ سفر میں ہوں یا حضر میں وہ آپ ﷺ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ قرآن مجید نے ابو طالب کے اس کریمانہ سلوک کو اس طرح بیان کرتا ہے:

---

[1] ابن سید الناس (فتح الدین ابو الفتح محمد بن سید الناس الشافعی المعروف بابن سید الناس)، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، تحقیق: الشیخ ابراہیم محمد رمضان، دار القلم بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، سن طباعت 1414ھ / 1993م۔

[2] طبقات ابن سعد أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء ، البصري ، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى : 230هـ) المحقق : إحسان عباس الناشر : دار صادر – بيروت الطبعة : 1 - 1968 م ، ج 1ص ، 100 ، تاريخ يعقوبی،أحمد بن إسحاق (أبي يعقوب) بن جعفر بن وهب بن واضح اليعقوبي (المتوفى: بعد 292هـ) الناشر: دار الكتب العلمية، بيروتالطبعة: الأولى، ج 2، ص 10

"اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی"[3]

"کیا تمہیں نہ پایا یتیم، پھر ٹھکانا دیا"

یہ حقیقت ہے کہ شفیق چچانے اپنے یتیم بھتیجے کی معاشی کفالت، نصرت، وحمایت اور تکریم و تجمیل میں اپنی بساط کے مطابق کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا تھا۔ حضرت ابو طالب ہی کے زیر سایہ آپ ﷺ نے تجارت کے اصول وضوابط سے آگاہی حاصل کی اور اُس زمانے کی تجارتی دنیا سے آشنا ہوئے[4]۔

آپ ﷺ بچپن ہی میں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دس سے بارہ سال تھی تو آپ ﷺ نے اپنے چچا کا معاشی ہاتھ بٹانے کے لیے بکریاں چرانا شروع کیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ ”ما بعث الله نبياً إلّا رعىٰ الغنمَ، فقال أصحابُه: وأنتَ؟ فقال: نعم! كنتُ أرعاها علىٰ قَراريط لأهلِ مكةَ[5] صحابہ نے عرض کیا کہ آپ نے بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مقام” الظہران “میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ وہاں پیلو کے پھل چننے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: سیاہ دیکھ کر چنو وہ زیادہ خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ کہ آپ کو یہ بات معلوم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، ابو داوٗد کی اس حدیث میں آپ ﷺ کی گلہ بانی کا تفصیلی واقعہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے،"كانت له ماة شاة لايريد ان يزيدو كان صلى االله عليه و آله وسلم كلما

---

[3] القرآن، الضحیٰ، 6

[4] نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی 76۔

[5] صحيح البخاري، كتاب الإجارات، باب رعي الغنم على قراريط، رقم الحديث: 2262 حمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، 1422هـ

ولدت سخلة ذبح مکانہا شاة۔"[6] آپ ﷺ کے پاس سو(100) بکریاں تھیں، ان سے زیادہ(تعداد) بڑھانا نہیں چاہتے تھے، جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو آپ ﷺ اس کی جگہ ایک بکری ذبح کرتے تھے۔

جب آپ ﷺ جوان ہوئے تو آپ ﷺ نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ اس ذریعہ معاش کے انتخاب کی وجوہ میں سے نمایاں وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کے خاندان بنوہاشم اور قریش مکہ بھی تجارت پیشہ تھے۔ آپ کے آباء واجداد تجارت ہی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ جیسا کہ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے:

"کان اصحاب الایلاف اربعة اخوة: ہاشم، و عبدالشمس، ولمطلب، و نوفل بنو عبد مناف۔ فاما ہاشم فانه کان یؤلف ملک الشام ای اخذ منه حبلا و عہدا یأمن به فی تجارته الی الشام۔ اخوہ عبد الشمس کان یؤلف الی الحبشة۔ و المطلب الی الیمن ۔ و نوفل الی فارس۔"[7]

اصحاب ایلاف چار بھائی ہیں: ہاشم، عبد الشمس، مطلب اور نوفل ہیں جو اولاد عبد المناف میں سے ہیں۔ ہاشم نے شام کے بادشاہ سے امان نامہ اور تجارتی عہد لیا تھا تاکہ ملک شام کی طرف ان کی تجارت پر امن رہے۔ ان کے بھائی عبد الشمس نے حبشہ کے حاکم سے تجارتی معاہدہ کیا تھا۔ مطلب نے یمن کے بادشاہ اور نوفل نے ایران کے بادشاہ کسری کے ساتھ تجارتی معاہدہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے بچپنے ہی میں اپنے چچا حضرت ابو طالب کے زیر سایہ تجارت کے بنیادی اصول وضوابط کی تربیت حاصل کرلی تھی ۔ لہٰذا اسی دوران پہلی بار آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لیے شام کا سفر کیا تھا، یہ سفر آپ ﷺ کی تجارتی زندگی کا ابتدائیہ تھا اور جب آپ ﷺ ۲۵ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ کی امانت ودیانت اور سچائی مشہور ہوگئی تھی۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ جو کہ عرب کی شریف ترین اور مالدار ترین خاتون تھیں اور ان کا تجارتی کاروان اہل مکہ کے تجارتی کاروان کے برابر ہوتا تھا نے جب رسول ﷺ کی سچائی، امانتداری اور شرافت واخلاق کے بارے سنا تو آپ

---

[6] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج1، ص38، حدیث نمبر 142

[7] تفسير القرطبی أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671هـ) تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، 1384هـ - 1964 م عدد الأجزاء: 20 جزءا (في 10 مجلدات) ، ج 20، ص204

ﷺ کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ ﷺ اُن کا مال لیکر بمع ایک غلام کے جس کا نام میسرہ تھا، تجارت کے لیے تشریف لے جائیں آپ ﷺ کو معاوضہ بھی اس سے زیادہ دونگی جو دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ درخواست قبول فرمائی اور ان کا سامان لے کر میسرہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوگئے[8]۔

اس سفر میں آپ ﷺ نے بہت سا منافع کمایا حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے خدیجہ سے دو سفروں کا معاوضہ ایک اونٹنی لیا تھا۔"[9] ساتھ ہی حضرت خدیجہ نے رسول ﷺ کے ساتھ وصلت کا پیغام بھیجا۔[10] رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے ہمراہ تشریف گئے اور اس طرح خدیجہ بنت خویلد سے آپ ﷺ کا عقد ہو گیا۔[11] رسول اللہ ﷺ نے مہر میں انہیں ۲۰ (بیس) جوان اونٹنیاں دیں[12]، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس اتنا مال تھا کہ آپ ﷺ نے انہیں ۲۰ اونٹنیاں حق مہر میں دیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبری نے بھی اپنی تمام دولت آپ ﷺ کے سامنے رکھدی یوں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا۔ یہ گواہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اس طرح بیان کرتا ہے:۔" وَ وَجَدَكَ عَائِلاً فَاَغْنَى "[13] "اور آپ کو مفلس پایا اور پھر غنی کر دیا"

---

[8] سیرت ابن ہشام عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 213هـ) تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر الطبعة: الثانية، 1375هـ - 1955 م ج 1،ص 121

9 سیرۃ النبی از ابن کثیر: 1/181

[10] سیرت ابن ہشام ج1، ص122

[11] سیرت ابن ہشام ج1، ص122

[12] سیرت ابن ہشام ج1، ص122

[13] القرآن، الضحی:8

اس کے بعد دوبارہ آپ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبری کا سامان تجارت لیکر جرش (یمن) تشریف لے گئے۔ جرش یمن کا ایک بہت بڑا شہر تھا۔[14] اسی طرح آپ ﷺ تجارتی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے[15]۔

جب وفد عبد القیس کے لوگ اسلام لانے کی غرض سے مدینہ منورہ آئے تو آپ نے اُن سے ان کے ملک کے بارے میں تفصیل سے سوال پوچھے، تو وہ کہنے لگے: یارسول اللہ آپ ہمارے ملک کے بارے میں بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں کافی عرصہ تمہارے ملک میں رہ چکا ہوں۔ آپ ﷺ نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ کا سامانِ تجارت لے کر مشرقی علاقہ میں بھی گئے۔ غالباً اس لیے کہ آپ بحرین جاکر 'دبا' کے بین الاقوامی تجارتی میلہ میں شرکت کر سکیں اور زیادہ نفع کما سکیں[16]، ڈاکٹر حمید اللہؒ کے بقول آپ ﷺ تجارت کی غرض سے شام اور یمن کے علاوہ بیت المقدس، فلسطین اور چین سے بھی گزرے ہیں[17]۔

یہ امر ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے قبل معاشی سرگرمیاں اختیار کیں، لیکن نبوت پر فائز ہونے کے بعد آپ ﷺ کی کسی معاشی سرگرمی میں براہ راست ملوث ہونے کا ذکر کتبِ سیرت میں نہیں ملتا، البتہ بعثت کے بعد آپ ﷺ نے دوسروں کو مضاربت پر مال دے کر تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔[18]

نبوت کے بعد ابتدائی اَدوار میں متمول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ ﷺ کی کفالت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان خوش بخت اَفراد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، سعدؓ بن معاذ اور عمار بن حزمؓ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ آپ کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔ وہ آپ کے ہاں کبھی سالن کبھی دودھ اور کبھی روٹی کبھی گوشت

---

[14] ڈاکٹر پروفیسر نور محمد غفاری، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، دیال سنگھ لائبریری لاہور، ص82

[15] ایضاً، ص82

[16] ایضاً، ص82

[17] خطباتِ بہاولپور: ص206

[18] الحلبی (علی بن برهان الدین الشافعی)، السیرة الحلبیه حاشیه: احمد زینی دحلان، المکتبته الاسلامیه بیروت لبنان، ندارد۔

اور کبھی کبھار کوئی میٹھی چیز باقاعدگی سے اِرسال کرتے تھے جسے آپ ﷺ قبول فرمالیتے تھے۔ آپ صدقہ نہیں، البتہ ہدیہ قبول فرمالیتے تھے[19]۔

حضرت ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کی بہت مالی مدد فرمائی جس کو آپ نے متعدد باریوں بیان فرمایا:

" إن االله بعثني إليكم فقلتم: كذبت،وقال أبوبكر: صدق، وواساني بنفسه وماله فهل أنتم تاركوا لي صاحبي؟ مرتين۔"[20]

"اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے کہا: آپ جھوٹ بولتے ہو اور ابو بکر صدیقؓ نے کہا: آپ نے سچ کہاہے، اور اُنہوں نے اپنی جان ومال کے ساتھ میری مدد کی، کیا تم مجھ سے میرے دوست کو چھڑوانا چاہتے ہو؟ ایسا دو مرتبہ فرمایا۔"

اور مزید فرمایا:

"ما نفعني مالُ أحدٍ قط ما نفعني مال أبي بكر"[21]

"مجھے اتنا کسی کے مال نے فائدہ نہیں دیا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے دیا ہے۔"

دعوتِ اسلام کے خفیہ تبلیغ کے دور میں حضرت رقم بن ابی ارقم مخزومی نے اپنا مقام آپ کے صدر مقام تحریک کے لیے پیش کیا تھا اور ظاہر ہے کہ اس قیام کے دوران آپ کی دوسری خدمات اہلِ بیت کے علاوہ آپ کے یہی جاں نثار انجام دیتے تھے[22]۔

بنوہاشم اور مسلمانوں کے مقاطعہ کے دوران حضرت حکیم بن حزام جیسے بعض ہمدردوں کی امداد ورسد رسانی کا ذکر ملتا ہے۔ ہجرت مدینہ کے سفر کے لیے سارے انتظامات یعنی زادِ سفر، سواری، خادم ورہبر کی خدمات اسی خاندان

---

[19] الطبقات الکبریٰ، ص116

[20] صحیح بخاری:3661

[21] سنن ترمذی:3061

[22] نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی 76۔

صدیقی کے محبت کرنے والے افراد نے کی تھی۔ اور اس سفر ہجرت کے دوران مکی مسلمانوں میں حضرات طلحہ و زبیر نے آپ کو کپڑے بطور ہدیہ پیش کیے تھے۔

مکی دور میں آپ ﷺ نے مضاربت پر مال دے کر تجارت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی تجارت اور غنا حضرت خدیجہ کی دولت و تجارت کی محتاج اور اس پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ خود مختار و آزاد تھی۔ البتہ آپ کی دولت و تجارت کو اس سے بہت فیض پہنچا تھا۔ جس طرح متعدد صحابہ کرام کی جاں نثاری اور ہمدردانِ قریش کی مدد سے زیست کا سامان کسی حد تک فراہم ہوا تھا۔ آپ کی مکّی معیشت انہیں مختلف عناصر سے مرکب تھی[23]۔

مدنی دور میں رسول اللہ ﷺ کی معاشی حالت:

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ ایک سربراہِ ریاست کی حیثیت سے تھے۔ مدینہ جاتے ہی یہود کے ساتھ معاہدہ ہوا اور انہوں نے اختلافی معاملات میں آپ ﷺ کو حکم تسلیم کر لیا۔ مکہ میں نبی اکرم ﷺ کی مصروفیات کم تھیں مگر مدینہ میں آپ ﷺ حاکم تھے، سپہ سالار تھے اور عادل بھی۔ ان گوناگوں مصروفیات میں کاروبار عملاً ناممکن تھا۔ انصارِ مدینہ نے بھی مکی صحابہ کی طرح دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کی بھرپور خدمت کی۔ ہجرت کے بعد سب سے پہلی میزبانی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے حصہ میں آئی۔ آپ ﷺ نے جتنا عرصہ بھی اُن کے ہاں قیام فرمایا، آپ کی ضروریات پورا کرنے کا شرف اُنہی کے نصیب میں آیا[24]۔

---

[23] الحلبی (علی بن برهان الدین الشافعی)، السیرة الحلبیه حاشیه: احمد زینی دحلان ، المکتبته الاسلامیه بیروت لبنان ، ندارد۔

[24] نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی 76۔

حضرت ابو ایوب انصاری رض کے مہمان خانے میں آپ کا قیام روایات کے مطابق تقریباً سات ماہ رہا اور ابنِ سعد کی روایت کے مطابق اس دوران کوئی ایسا دن نہیں گزرا جب تین چار صحابہ کرام کے گھروں سے آپ کے لیے کھانا نا آیا ہو۔ ظاہر ہے کہ آپ وہ سب تناول نہیں فرماسکتے تھے۔ ضرورت و پسند کے مطابق لے کر باقی واپس کر دیتے تھے۔

بلاذری کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ بنو نجار باری باری سے آپ کے لیے حضرت ابو ایوب رض کے گھر میں قیام کے دوران کھانا بھیجا کرتے تھے۔ ان میں حضرت ام یزید بن ثابت نے دودھ اور گھی سے بنا ہوا ثرید ایک بار بھیجا تھا۔ دوسرے بزرگ حضرت سعد بن عبادہ تھے جنہوں نے ایک بار پیالہ بھیجا جس میں طَفَیشَل نامی شوربہ تھا۔ آپ نے اسے بڑی رغبت سے تناول فرمایا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رض آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے لہذا بعد میں آپ کے لیے وہی مخصوص و محبوب کھانا گھر میں تیار کرانا شروع کر دیا۔ اسی طرح آپ کے لیے ہریس (گوشت اور گیہوں ملا کر پکایا ہوا) نامی کھانا بھی تیار کرتے تھے۔ رات کے کھانے میں آپ کے ساتھ پانچ سے دس حضرات شریک ہوا کرتے تھے۔ دوسرے خوش نصیبوں میں حضرت اسعد بن زرارہ رض کا نام آتا ہے جو ایک دن کے ناغہ سے ایک بڑا پیالہ بھیجا کرتے تھے اور آپ کو اس کا انتظار رہتا تھا اور گھر والوں سے فرمائش کر کے منگواتے تھے۔ آپ کو ان کا بھیجا ہوا کھانا بہت پسند آتا تھا[25]۔

بنو فزارہ کے ایک آدمی نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک اونٹنی پیش کی تو آپ ﷺ نے اُسے قبول کیا اور اُسے تحفے میں کچھ دے دیا تو وہ شخص ناراض ہو گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ "آج کے بعد میں قریش، انصار اور دوس قبیلہ کے علاوہ کسی سے کوئی تحفہ نہیں لوں گا۔"[26]

انصار پیشہ کے لحاظ سے زراعت سے منسلک تھے۔ وہ اپنے کھیتوں (کھجوروں کے باغات) میں سے کسی ایک درخت کو نشان لگا کر آپ ﷺ کے لیے وقف کر دیتے تھے جس کا پھل آپ ﷺ تک پہنچ جاتا[27]۔

[25] انساب الاشراف، اول ص267

[26] الادب المفرد، بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، 1409ھ / 1989ء۔ ص18

[27] خطباتِ بہاولپور، ص18

کبھی کبھار تو مہینہ بھر آپ کے گھر میں چولہا نہ چلتا تھا۔ آپ صرف پانی اور کھجور تناول فرماتے تھے اور اِس طرح گزارا ہو جاتا[28]۔

سات ماہ بعد میزبانی ابو ایوب انصاری کا زمانہ ختم ہوا اور آپ نے پہلے مسجدِ نبوی اور پھر اپنی دو ازواج حضرت عائشہ رض اور حضرت سودہ رض کے لیے حجرے تعمیر کیے۔ مسجد کی زمین آپ نے انصار سے خریدی تھی اور اس کی نقد قیمت دس دینار ایک سو بیس درہم حضرت ابو بکر رض نے اپنی جیب سے ادا کی تھی۔ تعمیری سامان مدینہ کے صاحبِ خیر صحابہ ء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فراہم کیا تھا اور آپ نے بہ نفسِ نفیس اس کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ مسجد سے متصل آپ کے لیے دو مکان / حجرے بنائے گئے تھے[29]۔

روایات میں ان کی جزئیات کی تصریح نہیں ملتی مگر عام شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حجروں کی زمین اور ان کا ضروری تعمیری سامان بھی صحابہ ء کرام کے عطیہ سے آیا تھا۔ جہاں تک زمین / آراضی کا تعلق ہے تو مدینہ منورہ میں آپ کی آمد کے بعد انصار نے اپنی تمام افتادہ آراضی آپ کے قدموں میں ڈال دی تھی اور آپ نے بحیثیت سربراہِ امت و مملکت اس آراضی کی تقسیم اپنی صوابدید اور صحابہ ء کرام کی ضروریات کے مطابق کی تھی۔[30]

حجروں کی تعمیر کے بعد آپ نے اپنے دو آزاد کردہ غلاموں (موالی) حضرات زید بن حارثہ اور ابو رافع کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ آپ کے اہل و اعیال کو جو بوقت ہجرت وہاں رہ گئے تھے مدینہ لے آئیں۔ چنانچہ حضرات زید و ابو رافع آپ کی اہلیہ حضرت سودہ اور دو بناتِ مطہرات حضرتِ ام کلثوم اور حضرت فاطمہ کو لے کر مدینہ پہونچے جبکہ آپ کی دوسری اہلیہ حضرت عائشہ صدیقہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مدینہ آئیں حضرت زید بن حارثہ اپنی اہلیہ حضرت ام ایمن اور صاحبزادے حضرت اسامہ کو بھی ساتھ لائے تھے۔ بلاذری نے تصریح کی ہے

---

[28] صحیح مسلم:2972

[29] ابن ہشام، اول ص496-497۔ بخاری ،کتاب بدءالخلق،باب علامات النبوۃ، باب ہجرۃ النبیﷺ ۔ کتاب مواقیت الصلاۃ، باب اذاکان بین الامام....الخ

[30] انساب الاشراف جلد اول ص270

کہ آپ نے پانچ سو درہم حضرت ابو بکر رض سے قرض لیے تھے۔ جس طرح آپ نے ہجرت کے سفر کے لیے اپنی مشہور اونٹنی قرض خریدی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں رقوم آپ نے بعد میں اپنے مال سے ادا کی ہو گی[31]۔
روایات میں آتا ہے کہ جوں جوں آپ نے مزید نکاح کیے ازواج مظہرات کی رہائش کے لیے حجرے بھی تعمیر ہوتے گئے۔ یہ سب ترتیب وار مسجد سے متصل چھ ساتھ ہاتھ چوڑے اور دس ہاتھ لمبے تھے ان کی زمینیں اور تعمیراتی سامان صحابہ کرام بالخصوص انصارِ مدینہ کے ہدیہ و عطیہ سے آیا تھا۔ ان کے باہری دروازوں پر کمبل کے پردے ہوتے تھے[32]۔

اب تک جو بحث کی گئی ہے وہ صحابہ کرام کے ہدایا، دعوتوں، اجتماعی کھانوں، میزبانوں کی سخاوت یعنی دوسروں کے سامانِ خوردونوش، لباس اور سواری فراہم کرنے پر مبنی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام ذرائع جزوی یا وقتی تدارک کے تھے اور پھر دوسروں کی کمائی پر مبنی تھے۔ آخر آپ ﷺ نے اپنی ضروریات اور اہل وعیال بالخصوص ازواجِ مطہرات کے لیے کیا انتظام کیا تھا؟
کیا ان سب کا گذارا محض عطایائے غیر پر تھا یا آپ ﷺ نے اکلِ حلال کے لیے کوئی مستقل انتظام بھی کیا تھا؟
ان تمام اور ان جیسے دوسرے متعدد سوالات کا جواب بھی ہماری روایاتِ سیرت و تاریخ اور احادیثِ رسول ﷺ میں پایا جاتا ہے۔ ان سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے محض توکلِ الٰہی، عطائے احباء واصدقاء اور فتوح پر تکیہ نہیں کیا تھا بلکہ اپنے خاص وسائل وذرائع سے اپنے اہل وعیال کے لیے سامانِ زیست فراہم کرتے تھے۔

---

[31] ابن سعد بحوالہ سیرت النبی ص280۔ انساب الاشراف جلد اول، ص511

[32] سیرۃ النبی ﷺ: علامہ شبلی نعمانیؒ اور سید سلیمان ندوی ؒندوۃ المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، 2003ء، جلد اول ص281-282

جانوروں کا پالنا

احادیث وسیرت و تاریخ کے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مدنی زندگی کی ابتدا ہی سے دودھاری جانوروں بالخصوص عمدہ اونٹنیوں کو باقاعدہ پالا تھا اور ان کو کئی مقامات پر باڑوں میں رکھا تھا۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے باقاعدہ چرواہے رکھے تھے اور ان کے چارہ کی فراہمی کے لیے چراگاہیں مخصوص کی تھیں۔

بلاذری کا بیان ہے کہ غابہ کی چراگاہ میں آپؐ کی کئی اونٹنیاں (لقائح) تھیں اور آپؐ نے اپنی تمام ازواجِ مطہراتؓ میں سے ہر ایک کو الگ الگ اونٹنی عطا کر رکھی تھی۔ حضرت ام سلمہؓ کی اونٹنی کا نام "العریس" تھا جبکہ حضرت عائشہؓ کے لیے مخصوص کی گئی اونٹنی کا نام السمراء تھا۔ اول الذکر فرماتی تھیں کہ ہمارے لیے ضرورت بھر دودھ ان سے مل جاتا تھا۔

ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد دس تھی۔ بلاذری نے ان کے ذریعہ حصول کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق ان میں سے تین حضرت سعد بن عبادہؓ نے بنو عقیل کی اونٹنیوں میں سے خرید کر آپؐ کو ہدیہ کی تھیں۔ وہ جمار کی چراگاہ میں چرا کرتی تھیں جبکہ بقیہ سات جن کے اپنے مخصوص نام تھے۔ جیسے الحنّا، السعدیۃ، البغوم، الیسیرۃ وغیرہ۔ وہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر قبار کے قریب ذوالجدر میں رہتی اور چرتی تھیں۔ بعض مدنی اہلِ علم کا خیال ہے کہ ان میں البغوم نامی اونٹنی آپؐ نے حضرت سودہؓ کو عنایت کی تھی ایک اور روایت کے مطابق حضرت سعد بن عبادہؓ نے صرف ایک اونٹنی ہدیہ کی تھی جس کا نام مہرۃ تھا اور جو بنو عقیل کے جانوروں میں سے خریدی گئی تھی۔ آپؐ کی خرید کردہ اونٹنیوں کے نام الریاء اور الشقراء تھے۔ وہ سب دودھاری (غزر) تھیں اور ان کا دودھ روزانہ دوہ کر ہر رات دو بڑی مشکوں میں آپؐ کے لیے لایا جاتا تھا[33]۔

---

[33]وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى المؤلف: علي بن عبد الله بن أحمد الحسني الشافعي، نور الدين أبو الحسن السمهودي (المتوفى: 911هـ)الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى (1: 264)، (ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (701۔ 774ھ / 1301۔ 1373ء)۔ البدایۃ والنہایۃ۔ بیروت، لبنان : دار الفکر، 1419ھ / 1998ء۔ج1، ص480-481)

حضرت ام سلمہؓ کی باندی / آزاد کردہ / آزاد مولاۃ کا بھی یہی بیان ہے کہ آپؐ کی سات دودھاری اونٹنیاں تھیں چرواہا ان کو چرانے کے لیے کبھی الجماء لے جاتا اور کبھی احد، اور شام کو ہمارے پاس واپس لاتا۔ ذوالجدر میں آپؐ کی جو اونٹنیاں تھیں ان کا دودھ رات میں لایاجاتا تھا اور غابہ کی اونٹنیوں کا دودھ بھی رات ہی میں آتا تھا۔ ہمارا زیادہ تر کھانا(عیش)اونٹ اور غنم(بکری بھیڑ وغیرہ)کادودھ ہی پر مشتمل ہوتا تھا۔

بلاذری نے بیان کیاہے کہ آپ ﷺ کی اونٹنیوں کے علاوہ غنم (بھیڑ بکریوں)کا ایک ریوڑ بھی تھا جن کے دودھ پر حضرت ماریہ قبطیہ اور ان کے فرزند گرامی حضرت ابراہیم کی پرورش وپرداخت ہوتی تھی۔ دودھاری جانوروں کے بارے میں بلاذری کے بیانات کی تصدیق واقدی وغیرہ دوسرے مورخین وارباب سیرت سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً واقدی نے 6ھ کے واقعات اور عریسہ کے حملے کے حوالے سے بیان کیاہے کہ دشمنوں نے ذوالجدر کی چراگاہ پر حملہ کر کے آپؐ کے پندرہ دودھاری اونٹنیاں بھگالے گئے تھے جنھیں بعد میں تعاقب کرکے ان کے قبضہ سے چھڑالیا گیا تھا۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ غزوہ ذوقرد 6ھ میں عینیہ بن حصین فرازی نے غابہ میں رہنے والی آپؐ کی اونٹنیوں پر حملہ کرکے ساتھ لے گیا تھا اور ان کے چرواہے کو جو دوسری روایات کے مطابق حضرت ابوذر غفاری کے فرزند تھے قتل کر دیا تھااور ان کی اہلیہ کو بھی اٹھالے گیا تھا۔

حضرت سلمہ بن الاکوع کی بہادری اور آپ کا بروقت تعاقب نے بعض اونٹنیوں کوواپس لے لینے کا موقع فراہم کر دیا تھا۔ غفاری عورت بھی بچ کر آگئی تھیں۔ دوسری روایات سے بھی آپ کے دودھاری مویشیوں اور ان کے دودھ کا مستقل غذا کے طور پر استعمال کرنے کا علم ہوتا ہے[34]۔

[34] اس پوری بحث کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ انساب الاشراف، اول ص449-50، ص512-4، واقدی ص568-70، ابن ہشام جلد دوم ص 681-7، مختلف مجموعہ ہائے احادیث میں آپ کی لقاح (اونٹنیوں) کا ذکر جابجا آیاہے۔ ملاحظہ ہو ں: بخاری، کتاب الجہاد، باب من رای العدو فنادیٰ باعلی موتہ یاصباحاۃ، باب غزوۃ ذات القرد، کتاب الوضو، باب ابوال الابل الخ

ازواج مطہرات کا مال

نبوی اخراجات و مصارف کا ایک ذریعہ ازواجِ مطہراتؓ کا مال بھی تھا۔ تقریباً تمام ازواجِ مطہرات ہی بہترین اور مالی لحاظ سے آسودہ خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں، ان کے والدین اور بھائی بہن دولت مند اور صاحبِ حیثیت تھے۔ جن سے ان کو ہدایا اور تحفوں کے علاوہ کبھی کبھی مال و جنس بھی ملا کرتی تھی۔ بعض ازواجِ مطہرات کو اپنے والدین یا سابق شوہروں کا ترکہ بھی ملا تھا اور وہ جائداد و اراضی پر مشتمل تھا جن کی مستقل آمدنی یا پیداوار تھی۔

مثلاً حضرت ام سلمہؓ کو اپنی خاندانی جائداد سے جو طائف میں باغوں پر مشتمل تھی، مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں برابر ان کی پیداوار کا پہنچا کرتی تھی۔ اس میں سب سے پسندیدہ شے شہد تھی جو آپؐ کو بہت مرغوب تھی اور حضرت ام سلمہؓ آپؐ کے لیے اسے بچا بچا کر رکھتی تھیں[35]۔

اوپر ازواجِ مطہرات کے آپؐ کے لیے حضرت عائشہؓ کے گھر ہدیہ طعام بھیجنے کا حوالہ آچکا ہے۔ یہاں صرف حوالہ دینا کافی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے اموال نے مکی زندگی میں آپؐ کے معاشی تنگ دستی کو دور کرنے میں کافی حصہ لیا تھا[36]۔

حضرت ام حبیبہؓ نجاشی حبشہ کے پاس سے آپؐ کے لیے تحفے اور نذرانے کے علاوہ مہر کی رقم بھی وصول کر کے لائیں تھیں[37]۔ اسی طرح حضرت ماریہؓ قبطیہ بھی مقوقسِ مصر سے کافی ہدایا اور تحفے بشکل نقد و جنس لے کر آئی تھیں[38]۔

ظاہر ہے یہ وسیلہ حیات کچھ زیادہ مستقل اور اہم نہیں تھا تاہم آپؐ کی معاشی زندگی میں اس کے کردار و حصہ سے یکسر انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے بسا اوقات آپؐ کے لیے کافی آسانی فراہم کی تھی یا کم از کم متعدد مواقع پر آپ کو مسرت و شادمانی اور طیبیب خاطر کی دولت سے لطفِ اندوز کیا تھا۔

---

[35] انساب الاشراف اول ص427، شہد کے متعلق احادیث کی تمام کتابوں میں اس کا حوالہ آتا ہے اگرچہ ان کی جائداد کا صاف ذکر نہیں۔

[36] ابن ہشام اول، ص187-90، شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول185-8، دوم ص402-4 وغیرہ

[37] ابن ہشام، دوم ص362-3 اور ص643-5

[38] شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص471-3

مال غنیمت

نبوی معاشی وسائل وذرائع میں ایک اہم ترین اور وسیع ترین ذریعہ و وسیلہ جہاد اسلامی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت (غنائم) تھے۔ وہ دو قسم کے تھے۔ اول منقولہ اموال واسباب اور دوم غیر منقولہ جائداد و آراضی۔ ان دونوں وسائل کی دستیابی سے نہ صرف معیشتِ رسول اکرم ﷺ میں بہتری پیدا ہوئی تھی بلکہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کی بالخصوص اور دوسرے مجاہدین کی بالعموم معاشی حالت سدھری تھی۔

عام طور سے اس وسیلہ معاش پر اتنا زیادہ اور ناجائز زور دیا جاتا ہے کہ مذکورہ بالا تمام وسائل وذرائع اور کچھ دوسرے بھی یکسر نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی اصل اِقتصادی اہمیت اور مدنی معیشت میں ان کی صحیح کارفرمائی بھلادی جاتی ہے۔

غنائم میں حاصل ہونے والے اموال واسبابِ منقولہ میں کھانے پینے کا سامان، روزمرہ ضرورت کا اسباب، پہننے بچھانے اور اوڑھنے کے کپڑے، نقد میں سونا چاندی یا اس کی بنی ہوئی اشیاء اور مختلف تجارتی سامان اور بہت سا دوسرا اسباب مسلمان مجاہدین کے ہاتھ لگتا تھا[39]۔

اسلامی اصولِ تقسیم کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کو بصورت شرکتِ جہاد ایک مجاہد کے حصہ ءرسدی کے علاوہ صفی کا حق تھا۔ اور ریاست و معاشرہ اسلامی کے سربراہ کی حیثیت سے خمس یعنی اموالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ملتا تھا۔ خمس کو آپؐ تین حصوں میں پھر منقسم فرماتے تھے اور ان میں سے ایک حصہ آپؐ کے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے مخصوص تھا، دوسرا آپ کے خاندان بنو عبد المطلب وبنوہاشم کے لیے اور تیسرا عام غریب مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے باشندوں پر صرف ہوتا تھا۔

---

[39] ارض القرآن ج 1-2 (سید سلیمان ندویؒ) (تفسیر سورۃ ایلاف مطبوعہ 'البلاغ' کراچی (جون ٦٨) عہدِ نبوی کا نظام حکمرانی، سیاسی وثیقہ جات۔ ڈاکٹر حمید اللہ)، تمدّنِ عرب (گستاؤلی بان، مترجم سید علی بلگرامی) رحمۃ للّعالمین (قاضی سلیمان منصور پوریؒ) سیرت النّبی اول و دوم شبلی نعمانیؒ) کتاب مقدس، فاران (سیرت نمبر)

غنیمت میں ملنے والے سامانِ خوردونوش اکثر و بیشتر مجاہدین کی ضروریات پر بلا تقسیم کیے ہوئے صرف ہو جاتا تھا تاہم یہ قیاس عین قرین صواب ہے کہ مجاہدین اپنے محبوب رسول ﷺ کی لذتِ کام و دہن کے لیے اس میں سے کچھ ضرور لاتے ہوں گے اور مقدار کے زیادہ ہونے کی صورت میں اس کی تقسیم بھی عمل میں آتی ہو گی۔

سریہ نخلہ (رجب 2ھ / جنوری 624ء) میں جو مالِ غنیمت ملا اس میں کچھ شراب کے مشکیزے (خمر) سوکھی کھجوریں (زبیب) اور کھالیں (ادم) اور قریش کا تجارتی سامان شامل تھا[40]۔

غزوہ بدر (17 رمضان 2ھ / 24 مارچ 624ء) میں مختلف قسم کے اسلحہ کے علاوہ ایک سو پچاس اونٹ دس گھوڑے، کچھ سامان ضرورت (متاع) کپڑے (ثیاب) چٹائیاں (الطاع) اور تجارتی کھالیں شامل تھیں۔ اسیرانِ بدر سے مجاہدین کو زرِ فدیہ کی شکل میں خاصی آمدنی ہوئی تھی[41]۔

غزوہ بنی قینقاع میں اسلحہ اور اوزارِ زرگری ہی منقولہ اموالِ غنیمت میں شامل تھے اور سامانِ خوردونوش یا اسباب ضرورت کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ غزوہ بدر میں آپ کی صفی مشہور تلوار ذوالفقار پر اور مجاہدانہ حصہ رسدی ابو جہل کے قیمتی اونٹ (جمل) پر مشتمل تھا جبکہ غزوہ بنی قینقاع میں آپؐ کی صفی تین کمانوں، تین نیزوں اور تین تلواروں کے علاوہ دو زرہ بکتروں پر مشتمل تھی۔

البتہ اس غزوہ میں غیر منقولہ جائداد جو بنو قینقاع کی دکانوں اور مکانوں اور شاید کچھ زمینوں پر مشتمل تھی، مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھی اور عام روایات کے تحت وہ آپ کی آراضی تھی جو امت مسلمہ کی ضروریات کے ساتھ ساتھ آپ کے حوائج کے لیے مخصوص تھی۔ آپ نے جسے چاہا اسے عطا کر دیا۔ اس میں آپ کے اپنے حصہ کا پتہ نہیں چلتا[42]۔

---

[40] ابن ہشام، دوم ص 240، واقدی ص 16،15، ابن سعد، دوم ص 11، یعقوبی تاریخ، دار صادر بیروت 1960ء روم ص 70، طبری، تاریخ دار المعارف مصر قاہرہ 1961ء، دوم ص 411

[41] ابن ہشام، دوم ص 304-308، ص 355-367 وغیرہ، واقدی ص 116، 115 وغیرہ، ابن سعد، دوم ص 17-18

[42] واقدی ص 178-179، ابن سعد، دوم ص 29-30، انساب الاشراف، اول ص 309، طبری دوم ص 481

غزوہ سویق میں ستو(سویق) کے تھیلے ملے تھے اور ان میں سے آپ کا حصہ رسدی رہا ہو گا[43]۔

تیسرے برس کی کل مہمات میں سے صرف تین میں اموال غنیمت حاصل ہوئے۔ غزوہ الکدر میں پانچ سو اونٹ ملے تھے[(44)]۔

حضرت زید بن حارثہ کے سریہ القردہ میں قریشی کارواں سے چاندی کثیر مقدار میں ملی تھی[45]۔

اور غزوہ احد میں جو کچھ ملا تھا وہ کھو گیا یا پانے والوں کو مل گیا تھا۔ آپؐ کے حصہ میں زخموں کے سوا اور کچھ نہ آیا تھا[46]۔ پہلی دو مہموں میں آپ کو خمس، صفی کی صورت میں حصہ ملا تھا اور غزوہ مذکورہ میں مجاہد کا حصہ رسدی بھی۔ سریہ قطن میں آپ کو صفی اور خمس ملا تھا جو اونٹوں پر مشتمل تھا اور ان کی کل تعداد کافی تھی مگر وہ ایک دو کے سوا باقی مسلمانوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ کچھ غلام بھی ہاتھ لگے تھے[47]۔

غزوہ بنی النضیر میں ہتھیاروں کے علاوہ آراضی ملی تھی۔ ہتھیاروں میں پچاس زرہ بکتر، پچاس آہنی خود اور تین سو چالیس تلواریں شامل تھیں۔ ان میں سے آپ کو مجاہد کا حصہ خمس اور صفی ملی تھی۔ مالِ بنی النضیر بھی آراضی میں شامل تھا اور اس میں آپ کا اپنا حصہ بھی تھا۔ مگر وہ بہ شکلِ آراضی کم اور بہ شکل پیداوار زیادہ تھا۔ کھجور، اناج، شہد اور سبزی وغیرہ اس میں شامل تھی۔ ان میں سے جن لوگوں کو عطایائے نبوی ملے تھے وہ روایات کے مطابق ان کی سال بھر کی ضروریات کے لیے کافی ہوتے تھے۔ آپ کی اپنی ضروریات بھی ان سے پوری ہوتی تھیں یا نہیں اور پوری ہوتی

---

[43] ابن ہشام، دوم ص 423، واقدی، ص 181-183، ابن سعد، دوم، ص 30، انساب الاشراف، اول ص 310

[44] واقدی، ص 183، ابن سعد، ص 31، انساب، اول ص 310

[45] واقدی، ص 197-198، ابن سعد، دوم ص 36، انساب، اول ص 374، ابن ہشام، دوم ص 429

[46] واقدی، ص 321-322

[47] واقدی ص 343-345، ابن سعد، دوم ص 50، انساب الاشراف، اول ص 374-375

تھیں تو کس قدر، اس کا تصفیہ کرنا خاصا مشکل ہے۔ روایات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ بھی کسی نہ کسی حد تک متمتع ہوتے تھے[48]۔

غزوہ الجندل میں صرف مویشی ملے تھے، البتہ غزوہ مریسیع میں بنو المصطلق سے دوہزار اونٹ، پانچ ہزار بھیڑ، بکریاں، خاصی تعداد میں ہتھیار، مال واسباب اور کچھ قیدی ہاتھ لگے تھے[49]۔

غزوہ بنی قریظہ سے نقد و جنس میں مال و اسباب اور زرعی اور رہائشی جائدادیں ملی تھیں۔ ہتھیاروں میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہ بکتر، دوہزار نیزے اور پندرہ سو آہنی اور پارچہ جاتی ڈھالیں شامل تھیں۔ ایک روایت کے مطابق حصہ مجاہد کی مالیت کل پینتالیس دینار تھی۔ اس کے علاوہ آپ کو خمس اور صفی بھی ملی تھی[50]۔

چھٹے برس کی سرایا سے آپؐ کو خمس اور صفی ہی ملے جو زیادہ تر مویشیوں، بھیڑ بکریوں اور اونٹوں پر مشتمل تھے۔ صفی کے علاوہ آپ کو خمس میں تقریباً چودہ ہزار درہم کی مالیت ملی تھی جو آپ اپنے علاوہ مسلمانوں پر خرچ کرتے تھے[51]۔

غزوہ خیبر سے نقد و جنس میں کافی مال ملا تھا اس میں ہتھیاروں کی کافی بڑی تعداد شامل تھی۔ سامانِ رسد میں جو، گھی / مکھن، شہد، تیل / روغن، پکاہوا کھانا اور سامانِ ضرورت میں (اثاث / متاع) چمڑے کی چٹائیاں مختلف قسم کی، کافی مقدار میں کپڑے شامل تھے۔ نقد اموال میں طلائی و نقرئی سکے، زیورات اور مدفون دفینے شامل تھے۔ آپؐ کو ان سب میں سے صفی، خمس اور مجاہد کا حصہ ملا تھا۔ خیبر کی کل مفتوحہ آراضی کی کل پیداوار کا نصف یعنی بیس ہزار وسق کھجور، ساڑھے سات ہزار وسق جو اور ڈھائی ہزار وسق نویٰ مسلمانوں کا حصہ تھا۔ یہ کل اٹھارہ

---

[48] ابن ہشام دوم ص 192-93، واقدی، ص373-380۔ ابن سعد، دوم ص58، انساب الاشراف، اول 339 نیز ملاحظہ ہو ابویوسف، کتاب الخراج، ص36۔ یحیٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص21، انساب اول ص518-

[49] واقدی، ص403-404، 411، ابن سعد، دوم ص62-64، انساب، اول ص341

[50] واقدی، ص510-524۔ ابن سعد دوم ص75، انساب، اول ص347

[51] واقدی ص467-68، ص664-680

سو مسلم حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ خمس اور صفی پہلے نکال کر جو آپؐ کے حصے تھے اور ایک حصہ مجاہد بھی آپ کا تھا۔[52]

فدک، یتماء اور وادی القریٰ سے ان کی زمینوں کی پیداوار کا نصف مسلمانوں کا حصہ تھا اور موخر الذکر میں سے خمس اور حصہ مجاہد آپ کے پاس تھا[53]۔

آٹھویں برس کی مہموں میں سرایا میں زیادہ تر مویشی ملے اور آپؐ کو صرف خمس یا صفی۔ البتہ غزوہ حنین میں بہت زیادہ مال غنیمت ملا تھا جس میں مویشی، سامانِ ضرورت، چاندی وغیرہ شامل تھی اور رسول اللہ ﷺ کو مجاہد کے حصہ کے علاوہ صفی اور خمس ملا تھا۔ آخری دو برسوں میں زیادہ تر سرایا میں سے آپ کو صفی اور خمس ملا تھا۔ غزوہ تبوک میں جنگ ہی نہیں ہوئی لہٰذا کوئی مالِ غنیمت نہیں ملا تھا۔

البتہ غزوات اور سرایا اور وفود عرب سے معاہدات کے نتیجے میں مختلف علاقوں سے جیسے ایلہ، مقنا، اذرح، جرباء، دومۃ الجندل، یمامہ، نجران، بحرین، عمان، حضرموت، ہجر اور یمن وغیرہ سے جزیہ و خراج میں خاصی بڑی رقوم آنے لگی تھیں۔ ایک ذریعہ یہ بھی تھا[54]۔

اس عمومی تجزیہ سے ایسا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو اموالِ غنیمت سے حصہ مجاہد، خمس کے ایک حصہ اور صفی کی شکل میں کافی یافت ہوئی تھی مگر در حقیقت ایسا نہیں تھا۔ سنتِ نبوی یہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے آپ اور اپنے اہل بیت پر دوسرے مسلمانوں کو ترجیح دیتے تھے اور خمس و صفی کو اکثر و بیشتر پورا کا پورا اصحابہ کرام میں بانٹ دیتے تھے اور خود کے لیے کچھ نہ رکھتے تھے اور اگر کبھی کچھ رکھ لیا کرتے تھے تو اس کی مقدار و تعداد بہت معمولی ہوتی تھی۔ چند مثالیں بطور ثبوت حاضر ہیں۔

---

[52] ابن سعد، دوم ص 109-112

[53] واقدی، ص 710-11 وغیرہ

[54] (جزیہ پر ملاحظہ ہو: بخاری، باب الجزیۃ والموادعۃ مع اہل الحرب، ترمذی ابواب السیر، باب فی اخذ الجزیۃ من المجوس، ابوداؤد، کتاب الخراج والامارۃ والفی، باب فی اخذ الجزیۃ، اور دوسرے متعلقہ ابواب)

سامانِ خورد ونوش کے بارے میں پہلے بھی یہ صریح بیان مآخذ کا آچکا ہے کہ جو کچھ ملتا تھاوہ مجاہدین اپنی اپنی ضرورت وطلب بھرلے لیتے تھے۔ عموماً وہ بچا کر اپنے گھروں کو نہیں لے جاتے تھے اس ضمن میں صرف ایک مثال۔ فتح مکہ کے بعد جب حضرت حلیمہ کی بہن اور ان کے شوہر کی بہن خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے اقط(پنیر) اور سمن(گھی) ان کو غنیمت سے دیا[55]۔ جائدادوں اور آراضی کی پیداوار سے جو طُعَم(اناج کا حصہ رسدی) آپ مختلف خاندانوں اورافراد کو مستقل دیتے تھے اس کی پوری تفصیل سیرت وحدیث کی کتابوں میں موجود ہے[56]۔

غنائم میں جو کپڑے ہاتھ لگتے تھے وہ بھی آپؐ صحابہ کرام میں بالعموم تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ مثلاً حلہ دیباج آئے تو آپ نے منجملہ دوسرے حضرات کے حضرات عمرؓ وعلیؓ کو دیئے تھے[57]۔ خمیصہ (چادر/کپڑے) آئے تو ان میں سے ایک حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص کو دیا۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ہجرۃ الحبشۃ) بہت سے قبا بانٹ دیئے اور ایک حضرت مخرمہ بن نوفل کو دیا تھا۔ ان میں سے اپنے لیے کوئی نہیں رکھا۔ اسی طرح قباطی (قبطی قبائیں)اور قمیصیں آئیں تو دوسرے صحابہ کرام کے علاوہ ایک حضرت وحیہ کلبی کے حصہ میں بھی آئی[58]۔

آپ ﷺ کے مصارف

نبی کریم ﷺ کی ذاتی مصارف کی نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل تھیں:

جومال آپ ﷺ کی ملتا وہ فورا مستحقین یاضروری اخراجات پر خرچ فرما دیتے بچاکر رکھنے کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ دراصل محتاجوں اور ضرروتمندوں کی معاشی کفالت کاخیال مستقل کی ضروریات پر غالب رہتاتھا۔

لہذا آپ ترجیحی بنیادوں پر مستحقین کی ضروریات پوری کیاکرتے تھے علامہ ذہبی کے الفاظ قابل ذکر ہیں:

---

[55] انساب، اول ص95

[56] طعمہ پر ملاحظہ ہو: واقدی، ص693، بحث کتاب عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، ص376-80

[57] ابن ماجه، كتاب اللباس، باب لبس الحریروالذہب للنساء۔ نیز بخاری، مسلم وغیرہ کے حوالے۔

[58] بخاری، كتاب الهبه، باب كيف يقبض العبد المتاع، مسلم، كتاب الزكوة، باب اعطاء من سائل...الخ، ابوداؤد، كتاب اللباس، باب في لبس القباطي

آپ ﷺ کی مالیاتی پالیسی یہ تھی کہ جونہی آپ ﷺ کے پاس مال آتا آپ فوراً تقسیم کر دیتے یہاں تک کہ صبح کو آتا تو دوپہر کہ ڈھلنے دیتے اور شام کو آتا رات گزرنے نہ دیتے۔

بحرین سے ایک دفعہ خراج کا لدا ہوا خزانہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صحن مسجد میں ڈال دیا جائے۔ صبح کی نماز کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے نماز کے بعد ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جب سب ختم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دامن جھاڑ کر اس طرح کھڑے ہو گئے کہ یہ گویا کوئی غبار تھا۔ جو دامن مبارک پر پڑ گیا تھا۔

جہاں تک کھانے پینے کی بات ہے تو معمولی چیز بھی تنہا نہ کھاتے تھے، بلکہ صحابہ کرامؓ کو شریک فرمالیتے تھے، کسی غزوہ میں ایک ۱۳۰ / صحابہؓ ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ایک بکری خرید کر ذبح کر ڈالی اور کلیجی کے بھوننے کا حکم دیا وہ تیار ہوئی تو تمام صحابہ کو تقسیم فرمایا، جو لوگ موجود نہ تھے ان کا حصہ الگ رکھا۔[59]

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو چہرہ متغیر تھا، بے چینی کے آثار ہویدا تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خیر تو ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کل جو سات دینار آئے تھے شام ہو گئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے۔

ایک دفعہ رئیس فدک نے چار غلہ بردار اونٹ خدمتِ نبوی ﷺ میں بھیجے، حضرت بلالؓ نے غلہ بازار میں فروخت کر کے ایک یہودی کا قرض ادا کیا، پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر اطلاع دی، آپ ﷺ نے پوچھا کچھ بچ گیا ہے، آپ نے فرمایا: جب تک کچھ باقی رہے گا میں گھر نہیں جا سکتا، حضرت بلالؓ نے کہا: میں کیا کروں؟ کوئی سائل نہیں، آنحضرت ﷺ نے مسجد میں رات بسر کی، دوسرے دن حضرت بلالؓ نے آکر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! خدا نے

---

[59] اخلاق نبوی ﷺ واقعات کے آئینہ میں

آپ کو سبکدوش کر دیا، یعنی جو کچھ تھا وہ بھی تقسیم کر دیا گیا، آپ ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اٹھ کر تشریف لے گئے۔ [60]

ایک مرتبہ آپؐ کا اس قسم کا غلام انتقال کر گیا، لوگ اس کا متروکہ سامان آپ ﷺ کے پاس اٹھالائے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کوئی اس کا یہاں ہم وطن ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمام چیزیں اس کے حوالے کر دو، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص مقروض مر جائے اور کوئی مال چھوڑ کر نہ جائے تو ہم اسے ادا کریں گے اور اگر کوئی مال چھوڑ کر مر جائے تو وہ وارثوں کا حق ہے۔" [61]

نتائج بحث

سخی اللہ اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے، آپ ﷺ نے کثرت کے ساتھ انفاق پر زور دیا ہے، لیکن افسوس! سخی نبی ﷺ کی نام لیوا امت آج سخاوت سے دور نظر آرہی ہے، لوگ شادی بیاہ اور تقاریب اور خواہشات کی تکمیل میں تو پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہیں۔

لیکن محتاجوں اور ضرورت مندوں کے لیے ان کے خزانے بند رہتے ہیں، دینی تقاضوں پر خرچ کرنا ان کے لیے دشوار ہوتا ہے، اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو آپ ﷺ کی مالیاتی اخراجات کے اس نمایاں پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں کہ آپ ﷺ جوڑ کر اور بچا کر رکھنے کے حق میں نہیں تھے۔

مثلا جو ر قسم ایسے اموال پر مشتمل تھی جن کا خرچ کرنا اور ان کے اخراجات کا متعین کرنا نبی کریم ﷺ کے ذاتی اجتہاد اور صوابدید پر تھا مثلا اموال فئی صدقات نافلہ ہدایا Gifts قرضہ حسنہ جزیہ او قاف وغیرہ کو آپ ﷺ جہاں امت کی فلاح اور دین کی سربلند د کے لئے سمجھتے وہاں خرچ فرماتے۔

---

[60] اخلاق نبوی ﷺ واقعات کے آئینہ میں "فکبر وحمد الله شفقاً من أن يدركه الموت"ابوداؤد فی الامام تقبل ہدایا المشرکین حدیث ۳۰۵۵

[61] ومن ترک دیناً او ضیاعاً فلیأتنی فأنا مولاه (بخاری باب الصلاة علی من ترک دینا :حدیث:۲۳۹۹

آپ ﷺ اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے اونٹ کے ایک بال کا بھی زیادہ مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا وہ حصہ بھی نہ لیا جس کے لینے کی اجازت تھی ورنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قسم کھا کر یہ روایت نہ کرنا پڑتی کہ:حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب, حدثنا مروان بن معاوية , عن يزيد بن كيسان , عن ابي حازم , عن ابي هريرة , انه قال:" والذي نفسي بيده , ما شبع نبي الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة ايام تباعا من خبز الحنطة , حتى توفاه الله عز وجل."ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل تین روز تک کبھی گیہوں کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔[62]

[62]صحيح مسلم/الزہد 1 (2976)، سنن الترمذی/الزہد 38 (2358)، (تحفة الأشراف: 13440)، وقد أخرجه: صحيح البخاری/الأطعمة 1 (5374)، مسند احمد (434/2)